ادبیات

تضمین بر کلام سراپا پیغام جناب ڈاکٹر اقبال مرحوم

از ابوالیقین جناب اثیم ترمذی الخیرآبادی

تو کہ ہے اس چمنِ دہر میں ناکام ابھی — اہلِ گلشن نہیں سمجھے ترا پیغام ابھی
نہیں فریاد میں کیفیتِ الہام ابھی — نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی

ہوش میں جوش کی لہریں ہوں کہ صد ریش ہو عقل — پہنچے تا حدِ کمال اور جنوں کیش ہو عقل
کچھ نہیں جب پئے باطل نہ لئے نیش ہو عقل — پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

کُنہ اصلی ہے ہر اک بود میں نابود میں عشق — رازِ کُن بن کے رہا ہستیِ موجود میں عشق
نہیں پڑتا کبھی فکرِ ضرر و سود میں عشق — بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

جرأتِ شوق کا دیکھو کوئی اقدامِ عمل — ایک ہی جست میں وہ ہے وہ لبِ بامِ عمل
کچھ نہیں وسوسہ اندیشیِ انجامِ عمل — عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیِ پیغام ابھی

ہو گا سیراب ترے فیض سے عالم کب تک — انتظارِ نگہِ لطفِ دمادم کب تک
ہو گی پھر ٹوٹ کے وہ بارشِ پیہم کب تک — ابرِ نیساں یہ تنک ظرفیِ شبنم کب تک
مرے کہسار کے لالے ہیں تہی جام ابھی

[illegible] — منتظر ہے تری فطرت پئے زہر آشوبی
[illegible] — شیوۂ عشق ہے آزادی و دہر آشوبی

تو ہے زناریٔ بُت خانۂ ایام ابھی

ذوق، افزوں کنِ قابوئے کم و کیفِ حیات — تگ و دو، قوتِ بازوئے کم و کیفِ حیات
تو بھی دکھلا نہ تگاپوئے کم و کیفِ حیات — سعیٔ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات

تیری منزل ہی شمارِ سحر و شام ابھی

منتشر کرتی ہوئی چاروں طرف کیفِ شمیم — گوشے گوشے کو بناتی ہوئی گلزارِ نعیم
لئے پیغام ہر اک موجِ تنفس میں اثیم — خبر اقبال کی لائی ہے گلستان میں نسیم

تو گرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی

"شیطان اور انسان"

"تسلیم جسے سب کرتے تھے اے دوست وہ اب بُرہان کہاں؟"

از خطیبۂ ہند۔ سیدہ اختر

اخلاق نہیں، اخلاص نہیں، ماضی کی وہ دلکش شان کہاں — اس عہد میں ہیں انسان بہت اس عہد میں اب انسان کہاں؟
تسلیم کہ تیرے قبضہ میں اسلام بھی ہے قرآن بھی ہے! — اے شیخ مگر پہلے یہ بتا... اسلام کہاں قرآن کہاں؟
تو برسرِ منبر آتا ہی تقریر کی قیمت پاتا ہے! — اس عہدِ ضلالت میں واعظ محفوظ کوئی ایمان کہاں؟
شیطان کو تہمت دینے والو... تم کو مگر معلوم نہیں! — شیطان خود اپنا انساں ہے انساں کے لئے شیطان کہاں؟
یہ دردِ وطن کی خدمت کا خود اپنے لئے درماں بھی ہے! — لیکن تجھے اتنا دھیان کہاں لیکن تجھے یہ پہچان کہاں؟
اپنوں کا نہیں ہے ذکر... رہے اغیار بھی جس کے گرویدہ — تسلیم جسے سب کرتے تھے اے دوست وہ اب بُرہان کہاں؟
دہقاں کو میسر رزق نہیں، مزدور کی بھی آلودہ جبیں! — مرنے کے تو ہیں امکان بہت جینے کا مگر امکان کہاں؟

خوشنودیٔ اہلِ زر کے لئے ناحق کو ہمہ حق کہہ دینا
دنیا کے لئے ہو سہل مگر... اختر کے لئے آسان کہاں؟